ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں فکشن کی مابعد جدید تکنیک کے تجربات

*ڈاکٹر نعیمہ بی بی

ٹیچنگ اینڈ ریسرچ ایسو سی ایٹ , بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد

ABSTRACT:

Like every Fiction of the world, Urdu fiction is influenced by postmodernism. There are many things in postmodern literature, including postmodern-fiction techniques. The use of post-modern fiction techniques is common in modern Western literature, But now these post-modern techniques of fiction are also being used in Urdu literature. In this article The novel Hassan ki soorat e hall Khali . jaghen. Pur . karo analyzes these post-modern techniques of fiction.

مابعد جدید عہد میں جہاں دنیانت نئی تبدیلیوں سے گزر رہی ہے وہیں ہر زبان کا ادب بھی مابعد جدیدیت سے متاثر ہو رہا ہے۔ مابعد جدید ادب میں بہت سی چیزیں آجاتی ہیں جن میں فکشن کی مابعد جدید تکنیک بھی شامل ہیں۔ جدید مغربی ادب میں فکشن کی مابعد تکنیک کا استعمال عام سی بات ہے مگر اب اردو ادب میں بھی فکشن کی یہ مابعد جدید تکنیک استعمال کی جارہی ہیں۔ فکشن کی مابعد جدید تکنیک متن میں کئی چیزوں کی موجودگی کا باعث بنتی ہیں۔ ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں فکشن کی ان مابعد جدید تکنیک کا استعمال بہت عام کیا گیا ہے۔

1۔ <u>طنزِ خفی: (Irony)</u>

طنز ایک ادبی تکنیک ہے۔ جس میں کہنے والے کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ لیکن اپنے مطلب کو بیان کرنے کے لیے وہ بالکل مختلف الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں طنزِ خفی کا استعمال بہت عام ملتا ہے۔ مصنف نے اس ناول میں اپنے بیانیے کے ذریعے اپنے نظریات بیان کرنے کے لیے بھی اس تکنیک کا استعمال کیا ہے جیسے پروفیسر صفدر سلطان کا خرد افروزی کا مقالہ ردی میں بک جانا دراصل مسلمانوں کی اپنے علم سے غفلت ہے جہاں وہ اپنا علم واکتساب سب کوڑیوں کے مول بک جانے کے بعد بھی خوشی اور چین کی بانسری بجا رہے ہیں اور انھیں اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ ان کا ذخیرہ علم یورپ میں تو چشمۂ فیض ہے لیکن خود ان کے لیے اس چشمے سے سیر اب ہونے کے لیے وقت نہیں۔ اسی لیے پروفیسر اپنے مسودے میں بار بار لکھتا رہتا ہے کہ مسلمانوں نے خرد افروزی کو چھوڑ دیا اور مغرب والے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس طرح مصنف حالات کی Irony کے ذریعے طنز کو وسیع معنوں میں استعمال کر رہے ہیں۔ چونکہ مسودہ کے بک جانے پر پروفیسر تو غم زدہ ہے لیکن شاگرد خوش ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مسلمان کو اپنے علم کی زبوں حالی کا کوئی افسوس نہیں نیز مسلمانوں کی آپس کی خود غرضی کو بھی اس تکنیک کے پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ مسودہ گم ہو جانے پر پروفیسر کا چہرہ تو تاریک ہے مگر شاگرد سعید کمال کے چہرے پر عیارانہ مسکراہٹ ہے۔(2)

بعض اوقات کسی سنجیدہ بات کو بھی مزاحیہ انداز میں بیان کر کے طنزیہ لہجہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ جیسے ناول میں چوک خداداد میں ایک شخص مٹھائی کھانے سے انکار کرتا ہے تو سب اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور زبردستی مٹھائی کھلائی جاتی ہے۔ اس مٹھائی کے کھلائے جانے کا بیان انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ حتیٰ کہ چوک خداداد میں آنے والے بزرگ بھی سب کو کہتے ہیں کہ اسے زبردستی مٹھائی کھلاؤ۔ یوں حالات کے ذریعے Irony پیدا کی گئی ہے۔ جیسے یہ اقتباس دیکھیے جو حالات کی Irony کو واضح کر رہا ہے۔

" لوگ ایک دوسرے پر گلاب جامن پھینک رہے ہیں۔ گلاب جامن کا شیرہ ایک
دوسرے پر انڈیل رہے ہیں۔ ان کے کپڑے چپچپا رہے ہیں۔ مکھیاں بھن بھنا رہی
ہیں۔ ایک مولوی کی داڑھی شیرے سے تر ہو جاتی ہے۔ ملٹری کا ایک نوجوان اس
کی داڑھی چوس رہا ہے۔" 3

طنزِ خفی میں مصنف اپنے حقیقی مفہوم کو کہانی اور کردار کے ارتقا کے پس پردہ چھپا دیتا ہے اور اسے مراد متضاد معنی ہوتے ہیں۔

جیسے عظیم نجات دہندہ کی اصطلاح استعمال کر کے مصنف ان تمام واقعات کی Irony کو واضح کرتا ہے جن سے ملک میں ڈکٹیٹر شپ (آمریت) کا آغاز ہوا۔ جیسے معاشرے میں پھیلے ہوئے مختلف قسم کے جنون خاص طور پر کباڑیے ارشاد اور اس کے دوست جبار کے گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ کے لیے عجیب عجیب چیزیں جمع کرنا، مضحکہ خیز باتیں اور حسن کا چیزوں کے متعلق خود فرض کر لینے والے واقعات کی عکاسی دراصل طنزِ خفی کی وہ مثالیں ہیں جن کے ذریعے مصنف ناول میں Irony پیدا کرتا ہے۔

اس میں طعن و تشنیع، خلاف توقع نتائج نکالنے اور مضحکہ خیز خاکہ بنا کر عام زندگی کے کسی معاملے کو اجاگر کیا جاتا ہے جبکہ ساتھ ساتھ اس معاملے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی بھی ڈالی جاتی ہے۔ جیسے ناول میں غربت کو طنزیہ انداز میں بیان کرنے کے لیے سعید کمال باڈی بلڈر کا کردار تخلیق کیا گیا ہے۔ غریب باڈی بلڈر، جو اپنی باڈی بنانا چاہتا ہے لیکن وہ اتنا غریب ہے کہ وہ باڈی بنانے والی مخصوص خوراک نہیں کھا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

سکتا۔اس لیے وہ گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ کے نمائندے جان سے کہتا ہے کہ اسے دنیا کے سب سے غریب باڈی بلڈر کا اعزاز دیا جائے۔جب ایسا نہیں ہو سکتا تو وہ اس بات پر اصرار شروع کر دیتا ہے کہ اسے غریب ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے سب شریف باڈی بلڈر کا اعزاز بھی دیا جائے۔جو کہ اسے کبھی نہیں مل سکا۔اس طرح اس کے کردار کے ذریعے طنزِ خفی کو اجاگر کیا گیا ہے۔۔

بعض دفعہ زندگی کی ناہمواریوں کو اشارہ وکنایہ میں بیان کرنا طنزِ خفی کہلاتا ہے۔جیسے سیٹھ صفدر سلطان مبہم الفاظ میں پوچھتا ہے کہ پولیس والوں نے انیلا کو کچھ نہیں کہا جس پر سیفی بھڑک کر اس کے منہ پر گرم چائے پھینک دیتا ہے۔سیٹھ کا اشاروں کنایوں میں پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تھیٹر کی سب خواتین کے ساتھ زیادتی کی گئی تو کیا انیلا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا؟جس پر سیفی بھڑکتا ہے۔سیٹھ کا پوچھنا اور سیفی کا بھڑکنا دونوں زندگی کے الگ الگ پہلو ہیں۔ایک حالات جاننا چاہتا ہے دوسرا حالات سے گزر چکا ہے اس لیے یہ اشارے کنایے زندگی کی بے وقعتی کو ظاہر کرتے ہیں۔

ادب میں طنز کا مقصد عام طور پر چبھن پیدا کر کے کسی معاملے کے احمقانہ پہلو یا پھر برائی کو اجاگر کر کے معاشرے میں اس موضوع پر مکالمے کی سوچ پیدا کرنا ہوتا ہے تاکہ اس کا کوئی مناسب حل نکالنے کی کوشش کی جائے۔

"ارشاد بھائی کہتے ہیں کہ اگر ہم پاگل ہیں تو گنیز بک آف

ورلڈ ریکارڈز والے ہم سے بڑے پاگل ہیں۔جو پاگلوں کو

سند دیتے ہیں۔اب ایک بندہ ہے جو کئی برسوں سے لوگوں

کی ناف کی میلیں جمع کر رہا ہے۔ایک دوسرا ہوائی جہازوں

میں استعمال ہونے والے الٹیوں کے بیگ جمع کر رہا ہے۔۔۔" 4

ایک طنز نگار کسی ایسے موضوع یا شخص کو اپنا نشانہ بناتا ہے جس میں اسے کوئی خامی دکھائی دے اور وہ طنز یا پھر مزاح کے ذریعے ان غلطیوں کو سامنے لاتا ہے۔ جیسے ناول حسن کی صورت حال خالی۔جگہیں۔پر۔کرو میں جبار کا کردار معاشرے کے ان سبھی خبطیوں اور جنونیوں کی عکاسی کرتا ہے جو کچھ انوکھا کرنے کے چکر میں عجیب عجیب مضحکہ خیز حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔جبار کا کردار بھی ایسا ہی ہے۔مثلاً ایک جگہ جبار کے کہے گئے جملے دیکھیے۔

"آہ۔۔۔۔۔۔مثلاً کیا۔۔۔۔۔آپ پوچھتے ہیں کیا۔۔۔۔جی مثلاً۔مثلاً عظیم رہنما کا

تھوک۔۔۔۔دیکھیں میرا نظریہ یہ ہے کہ عظیم رہنما کی ہر چیز عظیم ہوتی ہے۔اس

کی کوئی بھی چیز عامیانہ اور گھٹیا نہیں ہو سکتی۔اس کا بول و براز۔۔۔اس کا فضلہ بھی

نہیں۔۔۔۔نہیں جناب میں پاگل نہیں ہوں۔۔۔۔کیا آپ نہیں جانتے عظیم رہنما

وہی ہوتا ہے جو تاریخ پر دلیری سے تھوک سکتا ہے۔۔۔۔اور جو جب چاہے خود

سے رہنمائی مانگنے والے ہجوم پر پلٹ کر اسے اپنے پیشاب سے شرابور کر سکتا ہے

اور اپنے فضلے سے لت پت کر سکتا ہے۔" 5

طنز کا مقصد عوام کی توجہ معاشرے یا افراد کی ان برائیوں کی طرف دلانا ہوتا ہے جو کہ معاشرے کے لئے ضرر رساں ہوتی ہیں۔ڈائیریکٹر سعید کمال کا یہ جملہ اگر اس بار ہم بارود سے بچ گئے تو اگلی فلم بلی کی زندگی پر بنائیں گے۔اپنے اندر ایک وسیع طنز کو چھپائے ہوئے ہے۔ ایک معاشرہ جہاں آئے دن گولہ بارود اور بم دھماکے عام بات ہے وہاں اس طرح کے جملے متن میں طنزِ خفی کی عمدہ مثال بن جاتے ہیں۔ اکثر اوقات زبانی،ڈرامائی اور حالاتی طنز ایک سچائی کے دعوے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

"خاموش رہو۔مت بولو۔۔۔۔۔تم مجھے بچانا چاہتے ہو۔تو مت

بولو۔۔۔۔ایک ایک۔۔۔انیلا ہی کافی ہے۔۔۔انیلا تو کنجری ہے۔۔۔

میں ایک شریف عورت ہوں۔میرا نام انیلا بلال ہے۔۔۔میرا باپ

ایک معزز آدمی ہے۔۔۔میں کنجری نہیں ہوں۔۔ایک انیلا کافی

ہے۔۔۔تم۔۔۔مجھے ریپ نہیں کر سکتے۔۔۔۔ایک ہی سی کافی

ہے۔ایک ہی ہیر کافی ہے۔۔ایک ہی سوہنی کافی۔۔۔۔۔۔۔" 6

کسی سماج یا معاشرے کی خامیوں اور کمیوں کا مطالعہ اس کے طنزیہ ادب کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔اس ناول میں بھی پاکستانی سماج کی کمیوں کو طنزیہ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

"یہ گیس کے چولھے جن کے ساتھ تین عورتوں کو جلا کر قتل کیا گیا۔

کھویہ ردی ہیں کباڑ ہیں۔یہ ٹوٹی عینکیں جنھیں پہننے والے اب مکمل

اندھے ہو چکے ہیں۔انھیں تو کیا ردی کہے گا۔اور یہ شیونگ برش جن

کے سب مالک شاعر تھے۔لیکن پھر انھوں نے داڑھیاں رکھ لیں۔

کھو یہ کباڑ ہیں۔ردی ہیں کھو۔کھو۔--------------" 7

یوں ناول حسن کی صورت حال خالی۔جگہیں۔پر۔کر و میں طنزِ خفی کو عمدہ طریقے سے استعمال کرتے ہوئے مرزا اطہر بیگ نے پاکستانی سماج کی نہ صرف برائیوں کو اجاگر کیا ہے بلکہ حالات وواقعات اور کرداروں کے ذریعے بھی طنزِ خفی کو اجاگر کیا ہے۔

اس کے علاوہ اس تکنیک کے ذریعے متن میں اپنے خیالات کا اظہار بھی خفیہ الفاظ اور اشاروں وعلامتوں میں کر کے مصنف اپنا بیانیہ بھی ظاہر کر سکتا ہے۔

2۔ کھیل تماشا: (Playfullness)

کھیل تماشا فکشن کی مابعد جدید تکنیک میں سے ایک ہے۔ عمومی طور پر اس تکنیک کو Irony کے ساتھ ہی استعمال کیا جاتا ہے۔اس میں بھی مختلف قسم کے جنون کو فکشن میں بیان کیا جاتا ہے۔ناول میں کباڑ کمپلیکس اور اس کے اندر مختلف اشیا کو بیان کیا گیا ہے۔وہ اشیا اتنی بدبودار ہو چکی ہیں کہ ان کے پاس گزرنے سے بھی الٹیاں شروع ہو جاتی ہیں۔لیکن کباڑ والوں کا مزید کباڑ جمع کرنے کا شوق ہنوز برقرار رہتا ہے۔کھیل تماشا کے ذریعے مابعد جدیدیت دنیا کی دوبارہ تعمیر،یا دنیا کے لیے دی جانے والی خوفناک انسانی قربانیوں کو پروان چڑھانے کی مخالفت کرتی ہے۔ اس ناول میں بھی مرزا اطہر بیگ نے اس تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے خوفناک انسانی قربانیوں اور مختلف قسم کے جنون بیان کیا ہے۔

"قرون وسطیٰ" میں رہنے والے قبائیلوں کے مذہبی جنون کو ہمارے خلاف استعمال

کر کے فتح یاب ہونے والا مغرب ایک دن خود ان کے جنون کی اندھی طاقت کا شکار

بن جائے گا۔" 8

مابعد جدید مفکرین کا خیال ہے کہ آئندہ آنے والے زمانے میں علمی ٹیکنالوجی کے ذریعے جنگیں ہوا کریں گی۔اس لیے ناول حسن کی صورت حال۔خالی۔جگہیں۔پر۔کر و میں بھی پروفیسر صفدر سلطان اپنے خرد افروزی کے مقالے کے ذریعے دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھتا ہے۔یہاں تک کہ جب اس کا مقالہ کھو جاتا ہے تو وہ کباڑ کمپلیکس میں تجربات کے دوران اپنے علم سے آدم خور پودوں کا عرق نکالتا ہے۔پروفیسر کا کہنا ہے کہ اس عرق کو دشمن ملک کے پودوں میں داخل کر کے دشمن پر فتح پائی جاسکتی ہے۔یوں ایک طرح سے پروفیسر صفدر سلطان علمی ٹیکنالوجی کے ذریعے دشمن سے جنگ کی سوچتا ہے اور یہی کھیل تماشا کی تکنیک ہے۔

کھیل تماشا کے ذریعے ایسی باتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جو اس ٹیکنالوجی کے سسٹم میں موجود ہیں۔جیسے کمپیوٹر ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔جدید ٹیکنالوجی میں کمپیوٹرائزیشن کے ذریعے دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھے جاتے ہیں۔ہر شعبہ میں ان آدمیوں کو ترجیح دی جاتی ہے جو اس ٹیکنالوجی سے واقف ہوں۔ناول میں اس سب کو تفصیل سے بیان کرنے کے بجائے اس ایک جملے میں بیان کیا گیا ہے۔

"کمپنی کے ہیڈ آفس میں اکاؤنٹس کے شعبے میں کمپیوٹرائزیشن شروع کرنے کے لیے

نیا MBA سٹاف بھرتی کر لیا۔ 9

کمپیوٹرائزیشن کا یہ عمل انسانی زندگیوں کو بھی متاثر کرتا ہے اس ایک جملے کی معنویت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نئے سٹاف کی بھرتی کی وجہ سے حسن رضا ظہیر کی پوری زندگی میں ہلچل برپا ہو جاتی ہے۔اگر بغور دیکھا جائے تو حسن رضا ظہیر کی زندگی میں منظر بینی کے تمام واقعات میں اہم واقعات وہی ہیں جو کمپیوٹرائزیشن کے عمل کے بعد شروع ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ کمپیوٹر انسانی زندگی کے لیے کتنا ضروری ہے اور اس کے نتائج کتنے دور رس ہیں۔اس کا اندازہ پروفیسر کے مسودہ گم ہو جانے کی صورت میں چلتا ہے۔جو کباڑ میں بک جاتا ہے۔

مابعد جدیدیت میں سنجیدہ موضوعات کو کھیل اور مزاح میں پیش کرنا عام بات ہے۔ہنسی اور شکست سے مزاح پیدا کرنے کی کوشش کی اور موت جیسے بھیانک موضوعات کو بیان کیا۔

"ہر غیر تہذیب کو ہمیشہ کے لیے اپنا مطیع بنالینا دائمی امن قائم کرنے

کا آخری کامیاب منظر نامہ بن سکتا ہے

10 "۔

ناول کے اختتام میں چوک خداداد میں ہونے والے بم دھماکے، پیپل کے درخت پر ٹنگی لکڑی کی ٹانگ، دو چیونٹیاں چڑھے ہاتھ جن میں نیلم اور زمرد ہیں۔ یہ سب مضحکہ خیز واقعات ہیں جو پاکستانی معاشرے کے نارمل معاشرہ ہونے پر سوالیہ نشان ہیں؟ بم دھماکوں کی عکاسی کھیل تماشا کے موضوعات کو وسیع تناظر میں بیان کرتے ہیں۔

"اب بارودی مظاہرے کی اطلاع پانے پر لوگ

اپنے پیاروں کی گنتی کرتے اور کسی کے کم ہونے کی

صورت میں مظاہرے کی جگہ ہر طرف بکھرے مردہ

نیم مردہ جسموں میں انھیں پہچانتے یا پھر انسانی ٹانگوں

،انتڑیوں، گردوں، پھیپھڑوں، آنکھوں، سروں، پاؤں،

ہاتھوں، خون، بالوں، بھیجے کے نرم ٹکڑوں، ناکوں، ہونٹوں

اور دیگر انسانی اعضا کے ڈھیروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انسانی اعضا کے ڈھیر کی اجتماعی تدفین کی اجازت دے دیتے۔" 11

ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں اس تکنیک کا استعمال اس لیے محدود ملتا ہے کیونکہ یہ تکنیک عموماً طنزِ خفی اور سیاہ مزاح کے ساتھ ہی استعمال کی جاتی ہے۔ اور اس تکنیک کو طنزِ خفی کے اندر ہی استعمال کر لیا جاتا ہے۔

3۔ سیاہ مزاح: (Black Humour)

ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں اس تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے مرزا اطہر بیگ نے حسن کی کہانی بیان کی ہے۔ حسن کی اچٹتی منظر بنی میں عموماً جتنے واقعات بیان کیے گئے ہیں وہ سب کے سب سیاہ مزاح کی عمدہ مثال ہیں۔ ناول میں سیاہ مزاح کی چند مثالیں دیکھیے۔

"اچٹتی منظر بنی" کے ایک ہی لمحے میں حسن نے پہچان لیا کہ یہ وہی

آئینہ ہے۔ جسے اس نے کسی اور جگہ کسی کھڑکی کی راہ برسوں تک دیکھا

تھا۔ اب فرق یہ تھا کہ اس ایک لمحے میں اس نے آئینے میں کسی عورت

کا عکس دیکھا، عورت جو کہیں نہیں تھی۔" 12

"سہ پہر اور شام کے درمیان کا وہ وقت ہے جب انسانیت "کام کا ایک

اور دن" گزر جانے کے بعد کسی نہ کسی جانب پلٹ جاتی ہے۔" 13

"مگر حسن یہ نہیں جانتا کہ کباڑیے کے لیے واپسی کا وقت کوئی بھی نہیں۔" 14

سیاہ مزاح کے مقبول موضوعات میں موت، تشدد، قتل، بدعنوانی، گھریلو تشدد، دہشت گردی، امتیاز (نسل پرستی، جنسی پرستی، جنسی تعلقات)، بیماری، تشویش، ڈپریشن، ناراضگی، منشیات کے استعمال، جنون، معذوری، پاگل پن، جنسیت، ہم جنس پرستی، بربریت، زنا، مذہب اور خودکش حملے میں شامل ہیں۔ ناول ان تمام موضوعات کا احاطہ کرتا ہے جن سے پاکستانی معاشرہ گزر رہا ہے۔ سیٹھ صفدر سلطان اور ڈائریکٹر سعید کمال کا بلی جیسی عورت کے پاس جنسی سکون کے لیے جانا معاشرے کے ایک اور رخ کی کہانی بیان کرتا ہے۔ اس طرح جنسی موضوعات کو ناول میں بیان کیا گیا ہے۔

"پندرہ سال پہلے اس کے بھائی اکرم نے جب اپنی بہن کو گاؤں کے ایک نوجوان

سے ہم آغوش دیکھ کر دونوں کو غیرت کے لیے قتل کیا تو دونوں بھائی پکڑے گئے۔" 15

ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں سیاہ مزاح کے تقریباً تمام موضوعات کو ہی کہیں نہ کہیں بیان کیا گیا ہے۔ موت چاہے حسن کی ہو غیر متوقع، یا اکرم کی بہن اور اس کے ساتھی کے قتل کی، موت خالدہ جاوید کی ہو سیاسی مخالفین کی، یا بم دھماکے میں بالی، اور انیلا وسیفی کے مرنے کی۔ ہر صورت میں موت کو خوفناک بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح گول میز پر بدترین تشدد، خالدہ جاوید کے

ساتھ زیادتی اور اس کا خوفناک قتل، تھانے میں تھیٹر کی اداکاروں کے ساتھ شغل میلہ (زیادتی)، جبار اور ارشاد کا جمع کرنے کا جنون، غنچہ اور چنار گل کی ہم جنس پرستی۔ ان سب موضوعات کو ناول میں پیش کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر یہ اقتباس دیکھیے۔

"یہ کنجر لوگ ہیں۔ ان کا تو کام ہی یہ ہے۔ بس عملہ ذرا شغل میلہ کر رہا

ہے۔۔۔ یک دم اسے اپنی بات کے کسی مزاحیہ امکان کا احساس ہوتا ہے

وہ ہنس پڑتا ہے۔ شغل میلہ۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔ میلہ ہی تو ہے۔۔۔۔۔۔

شغل ادھر ہے۔۔۔۔ میلہ ادھر لگا ہے۔۔۔۔ ہاہاہا کیسا ہے؟۔۔۔۔۔۔" 16

ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں اس تکنیک کا استعمال بہت زیادہ کیا گیا ہے۔ تقریباً ہر طرح کے واقعات میں اس تکنیک کا کسی نہ کسی طرح استعمال ملتا ہے۔

4۔ حقسانہ: (Faction)

حقسانہ ایک ایسی تکنیک ہے جس میں وسیع پیمانے پر حقائق اور افسانے کو خلط ملط کر دیا جاتا ہے، حقیقی تاریخی اعداد و شمار اور جعلی بات چیت کے ساتھ ساتھ بنے ہوئے اصل واقعات کو دکھایا جاتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے اس ناول میں اس تکنیک کا استعمال متنوع جگہوں پر کیا ہے۔

جیسے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں انتھونی گالا گر کے ناول The Clash کی بات کرتے ہوئے پولیٹیکل سائنٹسٹ ہنٹنگٹن (Huntington) کے مقالے The Clash of Civilization کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جو حقائق پر مبنی ہے۔ ہنٹنگٹن نے یہ مقالہ 1993 میں لکھا جس کا بنیادی موضوع اقوام کے درمیان سرد جنگ کے بعد ہونے والا تہذیبی تصادم ہے۔ ہنٹنگٹن کے نزدیک اب قوموں کے درمیان تنازعات کی وجہ نظریہ، سماج یا معاش سے زیادہ تہذیب ہے۔ اب اقوام کو نظریاتی بنیادوں کے بجائے تہذیبی بنیادوں پر ست الگ کیا جائے گا۔ نئے آنے والے عہد میں اقوام کے درمیان جنگیں تہذیب کی بنیاد پر ہوا کریں گی۔ 17

حقسانہ میں کسی حقیقی واقعے یا واقعات کے سلسلے یا حقیقی کردار سے منسوب افعال کو قلم بند کیا جاتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے اس تکنیک کو استعمال کرتے ہوئے ناول کے متن میں جابجا حقیقی واقعات اور کرداروں کو بیان کیا ہے۔ جیسے کسی واقعے کے ذکر کے دوران مرزا اطہر بیگ نے ذہنی پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے برطانوی طبیب john Lagdon Haydon Down کا ذکر کیا ہے جو کہ حقیقت پر مبنی ہے۔

"مثال کے طور پر برطانوی طبیب john Lagdon Haydon Down نے ذہنی پسماندگی

کی ایک قسم دریافت کی جو بعد میں Down Syndrom کہلائی۔" 18

حقسانہ میں بیانیہ حقائق سے بہت قریب رہتا ہے اور اس پر اعلیٰ پائے کی صحافت کا گمان ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے مصنف نے اپنے فکشن میں حقائق کو ایسے بیان کیا ہے جیسے وہ متن کا ہی حصہ ہو اور فکشن ہو۔ جیسے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں مرزا اطہر بیگ نے مسلمانوں کی زبوں حالی کو تو موضوع بنایا ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی انھوں نے یورپی اقوام کی ترقی اور بطور خاص جاپان کی ترقی کو موضوع بنایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"ہیروشیما اور ناگاساکی کے اختتام کے بعد جاپان نے اپنی خردافروزی

اور نفاست پسندی کا رخ مائیکرو الیکٹرانکس کی طرف موڑ دیا تھا اور جلد ہی

کم از کم اس ٹیکنالوجی کے میدان میں دنیا پر غلبہ حاصل کر لیا تھا اور اس کی

مشہور کمپنیوں کی بیک وقت باکفایت اور معیاری مصنوعات پوری دنیا

پر چھا گئیں۔" 19

اسی طرح 1966ء میں بننے والی امریکی فلم Fantastic Voyage بھی ایک حقیقی فلم ہے جس کا تذکرہ ناول میں کیا گیا ہے۔ Richard Fleischer کی بنائی ہوئی یہ سائنس فکشن فلم ہے جس میں بنیادی موضوع انسان کی حیرت انگیز ترقی ہے۔ فلم میں انسانی دماغ کے اندر پہنچ کر ایک انتہائی نازک آپریشن کرنے کے لیے ایک آبدوز کو ڈاکٹروں اور نرسوں سمیت اس قدر مختصر کر دیا جاتا ہے کہ وہ ایک انجکشن میں سما جاتا ہے۔ یوں اس کے ذریعے ایک خفیہ مشن کی تکمیل کی جاتی ہے۔ 20

حقسانہ میں افسانہ کی کہانیوں کی تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے اصل حقائق قاری تک پہنچائے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ متن میں پوشیدہ حقائق سے آگاہ ہو سکے۔ جیسے مرزا اطہر بیگ نے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں مسلمانوں کی زبوں حالی کو بیان کرنے کے لیے پروفیسر صفدر سلطان کے ذریعے پورا مقالہ پیش کر دیا ہے۔ جس کا بنیادی موضوع ہی مسلمانوں کی اپنی تہذیب اور علم سے دوری ہے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

۔اس کے علاوہ اس مقالے کا مقصد مسلمانوں میں خرد افروزی کو اجاگر کرنا ہے۔ دراصل مرزا اطہر بیگ نے اس مقالے میں جو حقائق پیش کیے ہیں وہ سب اصل میں Fact ہیں۔ مرزا اطہر بیگ کا یہ جملہ دیکھیے۔

"درحقیقت ہمارے تہذیبی زوال کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ ہم نے خرد افروزی

کے دو مسلمات یعنی عقلیت (Rationalism) اور تجربیت (Empiricism) کو

کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔" 21

حقسانہ کی تکنیک ایک طے شدہ اور لچکدار سٹائل ہے جس کو ایک ہی بیانیہ کے طریقہ کار پر لکھا جاتا ہے۔ اور اس میں حقائق کو فکشن کے اندر ہی بیان کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں PC یعنی پرسنل کمپیوٹر کی ایجاد کا ذکر ہے جو تحریر کے لیے انتہائی مفید ایجاد ہے۔ اس کا تمام ذکر ناول میں موجود ہے۔ اس کی ہارڈ ڈسک اور ڈیٹا محفوظ کرنے کے طریقوں کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ دواؤں اور پاکستانی ثقافت حتیٰ کہ سرکس میں پیش کیے جانے والے شو بھی حقسانہ کی عمدہ مثالیں ہیں۔

حقسانہ کی تکنیک میں نہ صرف حقیقی واقعات بیان کیے جاتے ہیں بلکہ حقیقی شخصیات کا تذکرہ بھی فکشن میں ایسے کیا جاتا ہے کہ قاری کو محسوس نہیں ہوتا کہ وہ فکشن پڑھ رہا ہے یا اصل واقعات۔

"سعید تم وہ Chapter غور سے پڑھنا جو میں نے اخوان الصفا

پر لکھا۔۔۔۔معبد الجہانی، غیلان دمشقی، شار شانی، جواد یالاوی،

ابن الہیثم، جابر بن حیان، نظریہ اضافیت، ڈارون۔۔۔۔۔۔۔" 22

حقسانہ کی تکنیک میں متن میں پیش کردہ اشاروں کی مدد سے متن کی اصل تک پہنچا جا سکتا ہے اور یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ کہاں یہ افسانہ یا ناول اصل واقعات کی ترسیل کر رہا ہے۔ جیسے یہ مثال دیکھیے۔

"لیکن پھر بھی جب معاملہ الجھ گیا تو انھوں نے خرد افروزی کے ثمر عظیم یعنی سائنسی منہاج

کو بروئے کار لاتے ہوئے حالیہ برسوں میں سامنے آنے والی DNA ٹیسٹنگ کی جدید ترین

سائنسی تکنیک کے ذریعے حلال اور حرام میں ناقابل تردید امتیاز قائم کر دیا۔"23

اس کے علاوہ ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں سیلوے ڈار ڈالی (Salvador dali) کی شہرہ آفاق پینٹنگ "بیداری سے ایک سیکنڈ پہلے شہد کی مکھی کی انار کے گرد اڑان کی وجہ پیدا ہونے والا خواب" کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے اور تصویر کی وضاحت میں لکھا ہے کہ پرسکون سمندر سے آگے کو پھیلی ہوئی شفاف ہموار تختے اور کسی براعظم کے نقشے جیسی چٹان ہے۔ چٹان سے ذرا اوپر ہوا میں معلق ایک برہنہ عورت محو خواب ہے۔ بائیں طرف سمندر کے افق کے ساتھ ایک انار سے باہر کو نکلی مچھلی کے منہ سے باہر چھلانگ لگاتا شیر ایک دوسرے شیر کے ساتھ عورت کی طرف جھپٹتا ہے ۔دوسرے شیر سے آگے عورت کے قریب ایک بندوق کی سنگین ہے جو عورت کے بازو کو چھیدنے والی ہے۔ دائیں طرف اوپر آسمان کی بلندی میں ایک ہاتھی جس کی لمبی فلیمنگو کی پتلی ٹانگوں جیسی ٹانگیں نیچے شیروں اور عورت کی طرف آ رہی ہیں۔ 24

نہ صرف سیلوے ڈار ڈالی کا ذکر ہے بلکہ اس کے حوالے سے اس کی بیوی گالا ڈالی کا بھی ذکر تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ مرزا اطہر بیگ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"اس روسی عورت نے سرئیلسٹ موومنٹ کے کئی بڑوں کا خوب دماغ خراب کیا۔۔۔۔

دوسرے کئی سرئیلسٹس کے ساتھ بھی ہر طرح کا تعلق تھا۔ حتیٰ کہ سرئیلزم کے والد صاحب

اندرے بریتاں سے بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ستر سال کی ہوئی۔ تو ایک راک سٹار کو

لاکھوں ڈالر کے تحائف دے کر قربت حاصل کی۔ دلچسپ خاتون تھی۔۔۔۔۔" 25

یہ تمام واقعات ویسے تو ناول میں حالات کی مناسبت سے پیش کیے گئے ہیں۔ لیکن یہ سب اصل دنیا کے وہ حقائق ہیں جنھیں یہاں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک حقیقی بیانیہ جو ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں پیش کیا گیا ہے وہ "عظیم نجات دہندہ" کی اصطلاح ہے جو ضیاء الحق کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

5۔ قاری کی شراکت: (Participation)

بہت سے مابعد جدید مصنفین نے اپنے فکشن میں زیادہ تر ممکنہ طور پر قاری کو شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں مرزا اطہر بیگ نے اس تکنیک کا استعمال پہلے صفحے سے لے کر آخر تک استعمال کیا ہے۔ ناول کے ابتدائی پیرائے میں لکھتے ہیں کہ

"اس بے ہنگم خود ساختہ ترکیب کا الزام اپنے سر لیتے ہوئے اگر ہم یہ معلوم

کرنا چاہیں کہ حسن کو اچٹتی منظر بینی کی عادت کب، کیوں اور کیسے پڑی؟ تو اس

کے لیے ہمیں کچھ دیر اس کے ساتھ چلنا ہو گا۔"26

مرزا اطہر بیگ قاری کو ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں ساتھ ساتھ لے کر چلتے ہیں۔

"مطالعہ اختیاری: پیچیدہ فکری مباحث سے نالاں قاری اس باب کو نظر انداز

کر سکتے ہیں۔" 27

ایک متن میں قاری کو شریک کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ کبھی قاری کو کہا جاتا ہے کہ وہ اس کردار کے ساتھ سفر کرے اور اسے محسوس کرے۔ مرزا اطہر بیگ نے اس طریقے کو اپنے ناول میں بہت استعمال کیا ہے۔ جیسے یہ مثالیں دیکھیے۔

"حسن رضا ظہیر کے ساتھ ساتھ دیکھتے ہوئے ایسے اٹکاؤ کے لمحات کی درجنوں

مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔"

28

"ہم حسن کے ساتھ ہی چلتے رہیں گے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ "دنیا میں براہ راست

مداخلت "نہ کرنے کی صورت حال وضاحت طلب ہے۔"29

اس تکنیک میں بعض اوقات متن میں کہا جاتا ہے کہ پڑھنے والا ان سوالات کا جواب سوچے اور دیکھے کہ اگر وہ مصنف کی جگہ ہو تا تو وہ کیا کرتا۔ مرزا اطہر بیگ نے اس طریقے کا استعمال کرتے ہوئے بار بار قاری سے کئی سوال کیے ہیں۔ نہ صرف سوال کیے ہیں بلکہ متن میں قاری کی شرکت یقینی بنانے کے لیے قاری کو کئی ممکنہ امکانات بھی فراہم کیے ہیں۔

"فرض کریں آپ حسن کے ساتھ ایک معمول کی صبح کمپنی کی وین میں سوار ہوتے ہیں۔" 30

"کیا آپ اس خلا کے اٹکاؤ کو دور کرنے کے لیے پولیس پک اپ کا پیچھا

کریں گے؟" 31

"شام واپسی پر گاؤں کی اطراف میں دو مختلف جگہوں پر دو جنازے نظر آتے

ہیں۔ لڑکا اور لڑکی پھر کبھی نظر نہیں آتے۔ جنازے کن کے تھے؟"

"حسن رضا ظہیر کا یہ صدمہ کیا تھا؟ جسمانی، ذہنی، جذباتی یا بصری۔۔۔؟

آخر حسن اگر کسی دوسرے کو اپنے اس صدمے کے بارے میں بتاتا تو کیا بتاتا۔؟" 32

"وہ شخص محض بے ہوش ہوا ہے؟ یا مر چکا ہے؟ وہ کون ہے؟ یعنی اس

کا نام کیا ہے؟"33

"کیا حیرانیہ"۔۔۔ کہانیہ قبل از کہانیہ ہے؟ یا کہانیہ مابعد از کہانیہ ہے؟"34

اس تکنیک میں کہیں قاری سے رائے مانگی جاتی ہے اور کہیں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ متن کے اختتام کا فیصلہ کرے۔ یوں کسی نہ کسی بہانے قاری کو متن میں شریک رکھا جاتا ہے۔

"لیکن ہم اپنی اس رائے کی صحت پر بالکل اصرار نہیں کریں گے۔ بس اسے ظاہر

کر دیا گیا ہے۔"35

"فرض کریں آپ کہیں جا رہے ہیں۔ ضروری نہیں گاڑی میں۔ پیدل، سائیکل پر،

کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" 36

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

"اہمیت اس بات کی ہے کہ ہم حسن کے ساتھ چلتے ہیں

اور آخری بار چلتے ہیں۔"37

یوں ایک مصنف قاری کو اپنے افسانوی ادب کی تحسین کے لیے بھی اپنے متن میں شامل کر لیتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے فکشن کی اس تکنیک کو ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں بے دریغ استعمال کیا ہے اور ہر ممکنہ طریقے سے اپنے قاری کو متن میں شریک رکھا ہے۔

6۔مہا فکشن: (Metafiction)

مہا فکشن ادب کی ایک ایسی ہیئت یا تکنیک ہے جو قاری کو اس بات پر مسلسل زور دیتی ہے کہ وہ یہ ذہن میں رکھے کہ وہ افسانوی ادب پڑھ رہا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے اپنے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں اس تکنیک کا کئی جگہ استعمال کیا ہے۔ مثلاً

"ہم سمجھتے ہیں کہ حسن رضا ظہیر کی کہانی یہاں ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض

کہانیاں ختم ہونے کے باوجود جاری رہتی ہیں اور بعض جاری رہنے کے باوجود

ختم ہو جاتی ہیں۔ ہم اس کہانی کو جاری رکھنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔" 38

مہا فکشن کی تکنیک قاری کو فکشن کی ہیئت سے متعارف کرواتی ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے بھی اپنے ناول میں فکشن کے بارے میں بار بار قاری کو مطلع کیا ہے۔

"حسن کی کہانی اگر جاری ہے تو یہ ختم بھی ہو سکتی ہے۔" 39

"حیرت کی ادارت" کا مسودہ "حیرانیہ تحریر قبل از تحریر کا مسودہ

ہے جو صرف حسن کے حسی، ہیجانی اور وقوفی نظام میں کیمیاوی تبدیلیوں

کی شکل میں رقم ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارے منصب کا تقاضا یہ ہے کہ ہم حسن

کے اعصابی نظام میں رونما ہونے والے بائیو کیمیکل اعمال کو کسی نہ کسی

طرح (ہم "کسی نہ کسی طرح" پر اصرار کریں گے) لفظی اور بیانیہ واقعات

کی ترتیب دینے کی کوشش کریں۔"40

مہا فکشن نہ صرف ہیئت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ بعض اوقات فکشن کی تکنیک کا ذکر بھی متن کے اندر موجود ہوتا ہے۔ جیسے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں کئی جگہوں پر تکنیک کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے اس فکشن کو تخلیق کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ناول کا یہ اقتباس دیکھیے۔

"جز کو کل پر پھیلنے سے روکنے کے لیے ہم جز کی ایک اظہاراتی تکنیک استعمال

کریں گے لیکن ترامیم اور اضافوں کے ساتھ ------------------

ساتھ ساتھ اس مقصد کے لیے وہ معلومہ تکنیک زیادہ استعمال کریں جسے فلمی

گرائمر کے ماہرین مونتاژ کہتے ہیں اور جس کے ذریعے انتہائی مختصر وقت میں

ناظر کو طویل سلسلہ واقعات کے زمانی و مکانی پہلوؤں اور کرداروں سے متعلق

اہم معلومات فراہم کر دی جاتی ہیں۔" 41

مہا فکشن کی تکنیک مسلسل براہ راست یا بالواسطہ طور پر اپنی حیثیت، کہانی کا اظہار، زبان اور دوسرے آلات کی مدد سے قاری پر یہ زور دیتی ہے کہ وہ جان لے کہ وہ ایک افسانوی تحریر پڑھ رہا ہے۔

"سمجھا جا سکتا ہے کہ "اچٹتے خوف کی داستان" نامی تحریر کے آخر میں مرکزی

کردار "حسن رضا ظہیر" کی زندگی بھی اپنے اختتام کو پہنچتی ہے۔ آخری منظر نامہ

واضح طور پر اس کی موت کی طرف اشارہ کرتا نظر آتا ہے۔ اگرچہ مصنف بوجوہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اس بارے میں کوئی آخری فیصلہ دینے سے بھی گریز کرتا ہے۔"42

"حسن کی صورت حال" کو سمجھنے کے لیے بنیادی مقصد کے حصول کے لیے ہم

"حیرانیوں" کے جن مسودوں کو تلاش یا دریافت کرنے میں کامیاب ہوں گے

محال ہے کہ وہ ادبی زمرہ بندی کے معلومہ قوانین کے مطابق افسانہ کہانی ناول ڈرامہ

داستان یعنی فکشن کی کوئی بھی مستند شکل اختیار کر سکیں۔" 43

یہ تکنیک عام طور پر ایسے متون کے بارے میں ہے جو اپنے بارے میں خود آگاہ کرتے ہیں۔

"لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ "حسن کی صورت حال" کو سمجھنے کے لیے اچٹتے خوف

کی داستان کے انجام کی یہ تعبیر ناقص ہے۔" 44

"حسن کی صورت حال" درحقیقت حسن رضا ظہیر نامی شخص کی زندگی سے پہلے بھی جاری

تھی اور اس کی موت کے بعد

بھی جاری رہے گی۔" 45

"سمجھا جا سکتا ہے کہ گویا ہم حسن کے بھوت مصنف ہیں۔ اصل صورت حال

یہ ہے کہ ہمیں نہ صرف حسن کا بھوت مصنف بلکہ حسن کا بھوت بھی سمجھا جا سکتا

ہے۔ اس طرح ہمارے مدیر کے مداخلتی اختیارات تو برقرار رہیں گے ہی۔ لیکن

ساتھ ہی ایک عالم کل قادر کل مصنف کے لامحدود امکانات بھی ہم پر کھل جائیں

گے اور جو کچھ ہم جان لیں گے حسن جان نہیں سکتا۔" 46

اس تکنیک کے ذریعے بعض مابعد جدید مصنفین نے کہانی کے اندر کہانی بیان کی ہے اور بعض نے کہانیوں کے اندر رسم ورواج اور ثقافت کو بیان کر کے کہانی کو پیش کیا ہے۔ جیسے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں حسن کی کہانی کے ساتھ ساتھ کباڑ کمپلیکس اور فلم بننے کی پوری کہانیاں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ سرکس اور میلہ بھاگاں والا کے ذکر میں کئی لوک کہانیاں اور اساطیر بھی بیان کی گئی ہیں۔

اس تکنیک کے ذریعے متن میں شامل کیے جانے والے حوالہ جات بھی متن سے آگاہ کرتے ہیں۔ مثلاً ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں بہت سی جگہوں پر مرزا اطہر بیگ نے اپنے متن سے قاری کو اپنے فکشن کے بارے میں آگاہ کیا ہے۔

"ہم ایک صورت حال بیان کر رہے ہیں افسانہ نویسی نہیں کر رہے

کوئی کہانی نہیں سنا

رہے۔" 47

"کیا یہ سکرین پلے عالمی فلمی میلے میں شامل ہونے والی کسی فلم کی شکل

اختیار کر سکے گا یا نہیں؟ ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ لیکن پہلے ہم اپنے احتمالی

سکرین پلے کو دیکھتے ہیں یعنی اسکرین پلے جو لکھا جا سکتا ہے۔" 48

"صورت حال یہ ہے کہ حسن کے سفر میں ہر "حیرانیہ" ایک منزل، مقام حیرت یا حیرت

کے پڑاؤ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن ان کی ترتیب "حسن رضا ظہیر" نامی شخص کی زندگی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

کی واقعاتی ترتیب کے تابع نہیں ہے۔" 49

مابعد جدید مصنفین اس تکنیک کے ذریعے متن میں مسلسل مستقل کرداروں کے فنکشنل ہونے اور حادثات کے بارے میں سوال کرتا رہتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے بھی یہی کیا ہے۔

"حسن کے "حیرانیوں"کی یہ سب کیفیات حیرت انگیز طور پر کہانیوں

سے مشابہت رکھتی ہیں لیکن یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ بہر حال یہ کہانیاں

نہیں ہیں۔"50

"یہاں ایک بار پھر یہ استفسار کیا جا سکتا ہے کہ آخر ہماری اس بظاہر

انتہائی مشکوک ادارت کے رہنما اصول کیا ہوں گے ؟ کیا ہم سچائی

کا بول بالا چاہتے ہیں ؟ اعلیٰ انسانی اقدار کی سربلندی کے داعی ہیں ؟

کیا ہم جمالیاتی تقاضوں کو فوقیت دیں گے ؟ اور یہ کہ کہیں ہم کسی خفیہ

سیاسی ایجنڈے یا ایجنسی کے لیے تو کام نہیں کر رہے ؟51

مہافکشن کے ذریعے جنگ کی کہانیوں کو حقیقی کہانیوں کے بجائے افسانوی کہانیاں بنا کر پیش کی گئی ہیں۔ جیسے ناول میں "عظیم نجات دہندہ" سے نجات کی خوشی میں پورا ماحول بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ اصل واقعہ بیان نہیں کیا گیا بلکہ منظر کشی کے ذریعے واقعے کی معنویت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

7۔ تاریخی بیانیہ: (Historiographic Metafiction)

یہ اصطلاح ان افسانوی متون کے لیے استعمال کی جاتی ہے جس میں مہافکشن کے ساتھ تاریخی بیانیہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ ایسے متون اپنے اندر بہت سے تاریخی حوالے بھی رکھتے ہیں۔ اس تکنیک کے ذریعے تاریخ کو فکشن میں ایسے داخل کیا جاتا ہے جسے پڑھنے والا تاریخی حقائق کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں اس تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے مرزا اطہر بیگ نے بہت جگہ تاریخی واقعات کو پیش کیا ہے۔ مثلاً

"سرئیلزم بنیادی طور پر ایک کلچرل موومنٹ تھی اس کا بانی آندرے بریتاں تھا۔

اس موومنٹ کی جڑیں پہلی جنگ عظیم کے بعد ڈویلپ ہونے والی Dadaism اور

فرائیڈ کے سائیکو انیلیسز میں تھیں ---------------1920ء کے

بعد یہ موومنٹ پوری دنیا میں

پھیل گئی۔" 52

مابعد جدید مصنفین اکثر اس تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے اصل تاریخی کرداروں اور واقعات کو بھی فکشن بنا کر پیش کر دیتے ہیں۔ جیسے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں مرزا اطہر بیگ نے کیا۔

سلوے ڈار ڈالی فرماتے ہیں "مجھ میں اور ایک پاگل میں بس اتنا فرق ہے کہ

میں پاگل نہیں ہوں۔"

53

یہ ایک حقیقی کردار ہے جس کا ذکر مرزا اطہر بیگ نے یہاں کیا ہے۔ سلوے ڈار ڈالی (Salvador Dalí) 1904ء۔1989ء ایک ہسپانوی مصور تھا جو اپنے عہد کا سب سے بڑا سرئیلسٹ مصور تھا۔(54)۔ مرزا اطہر بیگ نے ناول میں سرئیلسٹ تحریک کا ذکر کرتے ہوئے سلوے ڈار ڈالی اور اس کی بیوی گالا ڈالی دونوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ناول میں لیونا کا پلان کے نانا کی کہانی "موت کی چہل قدمی" میں سٹالن کے عہد کا پورا تذکرہ موجود ہے۔

"میرے نانا روسی تھے۔۔۔۔سٹالن کے دور میں۔۔۔۔تم جانتے ہو

سٹالن کا دور کیا تھا"۔ 55

جوزف سٹالن (1879ء۔1953ء) 1920 کی دہائی سے لے کر 1953 تک سوویت یونین کا رہنما تھا۔جوزف ایک مطلق العنان آمر تھا جس نے 1930ء میں روس میں حکومت حاصل کی انقلاب روس میں سٹالن کا اہم کردار رہا ہے۔ ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں دراصل لیونا کا پلان کے نانا ڈیمیٹری سیمر نوف کی کہانی ان ہزاروں کہانیوں میں سے ایک ہے جو سٹالن کے عہد میں پیش آئیں۔ سٹالن نے اپنے آمریت کے عہد میں لاکھوں لوگوں کا بے گناہ قتل عام کیا تھا۔

اسی طرح ڈیازی پام کے موجد ڈاکٹر لیو سٹرن باخ ایک حقیقی کردار ہے جس کو ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں بیان کیا گیا ہے۔ڈاکٹر لیو سٹرن باخ کی دوا بنانے کی پوری تاریخ ناول کے اندر بیان کی گئی ہے۔ڈاکٹر سٹرن باخ ایک پولش یہودی کیمیادان تھا جو 1908ء میں آسٹریا میں پیدا ہوا۔ آرگینک کیمسٹری میں اعلیٰ تحقیقی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ سوئزر لینڈ کی مشہور دواساز کمپنی ہافمین لا۔روش سے منسلک ہو گیا۔یورپ میں نازیوں کے بڑھتے ہوئے غلبے کو دیکھتے ہوئے کمپنی نے 1941ء میں ڈاکٹر سٹرن باخ کو اپنے دوسرے یہودی سائنس دانوں سمیت نیو جرسی امریکہ میں اپنی شاخ میں بھجوا دیا۔جہاں اس نے ڈایازی پام کی دوا ایجاد کی۔ جلد ہی یہ دوا دنیا کی سب سے مقبول عام ادویات میں شامل ہو گئی اور کمپنی نے اس دوا سے اربوں ڈالر کمائے۔56

اس کے علاوہ ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں بابا بلیک شیپ کی بھی پوری تاریخ بیان کی گئی ہے۔

نظم "بابا بلیک شیپ" انگلش نرسری رائیم ہے جو 1761ء سے گائی جا رہی ہے۔اس کے نفس مضمون کا تعلق، ایک نظریے کے مطابق 1275ء میں بادشاہ ایڈورڈ 1 کے دور میں انگلستان میں اون پر لگائے جانے والے ٹیکس سے ہے جو پندرھویں صدی تک بر قرار رہا۔اون کی صنعت انیسویں صدی تک ملک کی معیشت کے لیے کلیدی حیثیت کی حامل رہی۔اسی لیے بابا بلیک شیپ میں اس پس منظر کو فخریہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔کچھ محققین نے اس رائیم کو غلاموں کی تجارت اور نسل پرستی جیسے معاملات سے بھی منسوب کیا ہے لیکن ان کے موقف کو بالعموم قابل قبول نہیں سمجھا جاتا۔ 57

یوں ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں تاریخی بیانیے کی تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے مرزا اطہر بیگ نے بہت سے تاریخی واقعات بیان کیے ہیں۔انھی واقعات میں عظیم نجات دہندہ سے نجات کا واقعہ بھی شامل ہے۔

8۔فنی مخلوطہ: (Pastiche)

فنی مخلوطہ فکشن کی ایسی تکنیک ہے جس میں ایک فکشن کے اندر کئی دوسری اصناف کو بھی لایا جاتا ہے۔ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں بہت جگہوں پر اس تکنیک کا استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً صفحہ 46 پر انتونی گالا گر کی فلم The clash کے بننے کا اور اس فلم کی پوری کہانی نیز اس فلم کی بنیاد بننے والے مقالے کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔ہمنٹنگن کا یہ مقالہ The Clash Of Civilization اور اس کی تفصیل ناول کے اندر موجود ہے۔اس طرح ناول کی کہانی میں پروفیسر صفدر سلطان کے "خرد افروزی" پر لکھے جانے والے مقالے کی تفصیل ناول کی کہانی میں ایک الگ صنف کے طور پر موجود ہے۔اس طرح ناول میں مقالے کی تکنیک کو پیش کیا گیا ہے۔

ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں اس تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے کئی متنوع اصناف متن میں پیش کی ہیں۔ جیسے ڈیازی پام کے بننے کی پوری کہانی ناول میں بیان کی گئی ہے۔ڈیازی پام کا مصنف لیو سٹرن باخ ہے۔ جس نے زمانہ طالب علمی میں اس دوا کا فارمولہ بنایا تھا اور جب وہ باقاعدہ اس میدان میں آیا تو اس نے اس دوا کی ایجاد کا سہرا اپنے سر سجا لیتا ہے۔

ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو میں سرکس کا پورا تناظر فنی مخلوطہ کی عمدہ مثال ہے۔ سرکس میں مختلف گانے اور شو پیش کیے جاتے ہیں جیسے سرکس کے آئیٹم "میں ہوں البیلا ٹانگے والا" میں گانا

بیٹھو میاں جی بیٹھو لالہ

میں ہوں البیلا ٹانگے والا 58

اور فیروز گویے کا سرکس کے گیٹ پر کھڑے ہو کر گانا گانا "لارالپہ لارالپہ لائی رکھدا۔اڈی ٹپہ اڈی ٹپہ لائی رکھدا" ناول میں ایک الگ صنف کا تعارف ہے۔اسی طرح سیفی کی نظم ہے جسے وہ اپنے سکرین پلے میں فٹ کرنا چاہتا ہے۔ نظم کا عنوان ہے۔

"بند کرو"

بند کرو۔بند کرو۔سب بند کرو۔

بند کرو۔

روکو۔روکو۔روکو۔

سب روک دو۔

بند کرو۔

مارو۔مارو۔مارو۔

سب ماردومار دو۔

بند کرو۔" 59

فنی مخلوطہ کی عمدہ مثال ہے۔اس کے علاوہ بھی سیفی ہیو گو بال کی طرز پر اپنی نظم تخلیق کرتا ہے۔

نظم کا عنوان ہے۔ڈا۔۔ڈا۔۔ڈا۔۔ڈھاہ۔۔ڈھاہ۔۔ڈھاہ۔۔

"گرباشی کلورا

منگرا پرامابراہو

ہوہومالا یاراہو

ہش ہش ہش ٹھگرا

سدا کرا کبرانیشام آمبا

آرباشامبا کمرومگولاڈش

ڈش۔ڈش۔ڈش۔

سید گا پگرامنوماشمبل 60

سرکس میں ہیر رانجھا،سوہنی مہینوال،لیلیٰ مجنوں کی کہانیاں بھی پیش کی جاتی ہیں۔ ناول میں فلم بنانے کے کئی تجربات بھی بیان کیے گئے ہیں۔جیسے یہ مثال دیکھیے۔

"قدیم یونان۔۔۔۔قتل کیا ہے۔۔۔Yes ظالم۔انھوں نے بدمعاش رومن بادشاہ

کلاڈیس قتل کیا ہے۔۔۔نیا بادشاہ آگیا ہے۔۔۔روم آزاد ہو گیا ہے۔۔۔گلیاں۔۔۔

Mob خوشیاں منا رہا ہے۔۔۔۔شراب پی جارہی ہے۔۔۔۔لوگ ایک دوسرے پر

شراب انڈیل رہے ہیں۔" 61

ناول حسن کی صورت حال خالی۔جگہیں۔پر۔کرو میں فنی مخلوطہ کی تکنیک استعمال کرتے ہوئے ایک ٹیبلو پیش کیا جاتا ہے جس میں جان بچوں کے ساتھ مل کر بابا بلیک شیپ پر اداکاری کرتا ہے۔جان اور بچے نرسری رائیم گا رہے ہیں۔چند بچے کالی بھیڑ کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ایک بچہ اون کے تین تھیلے نیچے رکھتا ہے۔یوں ٹیبلو چلتا رہتا ہے۔

فنی مخلوطہ کی تکنیک میں متن کے اندر کہیں افسانہ اور کہیں نظم کو پیش کیا جاتا ہے اور کہیں لگتا ہے کہ یہ فن پارہ کسی بیانیے کا اظہار ہے۔جیسے ناول میں نہ صرف نظم "بابا بلیک شیپ" کو انگریزی میں پیش کیا گیا ہے بلکہ اردو میں اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے نیز اس نظم کی پوری تاریخ بیان کی گئی ہے۔اور اس نظم پر ایک ٹیبلو بھی ناول کے اندر پیش کیا گیا ہے۔

"با۔با کالی بھیڑ

کیا تیرے پاس کچھ اون ہے

جی جناب۔۔جی جناب

تین تھیلے بھرے پڑے ہیں

ایک مالک کے لیے ایک مالکن کے لیے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اور ایک اس چھوٹے لڑکے کے لیے

جو آگے کہیں گلی میں رہتا ہے۔، 62

فنی مخلوطہ مختلف اصناف کو جوڑ کر ایک مختلف صنف بنانے اور مابعد جدید حالات وواقعات میں مختلف چیزوں پر تبصرہ کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے سیفی کی یہ نظم مابعد جدید حالات کو ظاہر کر رہی ہے۔

وقت کو پھانسی دو

اس سے پہلے کہ

وقت تمھیں پھانسی دے دے

وقت کو پھانسی دو گے تو

ہر ایک پھانسی تمھاری اپنی

لطف و آرام کی پھانسی ہو گی

گہرے سکون میں بہت شانت

وہ تم سب کی پھانسی ہو گی

مزے مزے کی وہ سب کی

ہم سب کی پھانسی ہو گی۔۔۔۔۔" 63

اس کے علاوہ میلہ بھاگاں والا میں پیش کی جانے والی لوک کہانیاں بھی فنی مخلوطہ کی تکنیک کی عمدہ مثال ہیں۔ ان کہانیوں میں کبھی رانجھا جوگی بن کر ہیر کے دروازے پر جاتا ہے۔ کبھی سسی صحرا میں بھٹک رہی ہے۔ کبھی سوہنی کا کچا گھڑا پانی میں ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس تکنیک میں اکثر مصنف سائنسی فکشن بیان کرتے ہوئے اساطیری داستان لے آتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی مرزا اطہر بیگ نے سورج مکھی کی کہانی بیان کرتے ہوئے اس تکنیک کو استعمال کیا ہے۔ سورج مکھی کی کہانی میں پہلے سورج مکھی کے پھولوں کی سورج کی جانب منہ کرنے کی سائنسی توجیہہ پیش کی گئی ہے اور پھر سورج مکھی کی ساطیری کہانی۔ سائنسی وجہ یہ ہے کہ سورج مکھی کے پھولوں میں Auxin نامی بڑھوتری کے ہارمون ہوتے ہیں۔ جب سورج مکھی کے پودے کا تنا سورج کی سیدھی روشنی حاصل کرتا ہے تو دوسری طرف سایہ دار حصے میں Auxin کی مقدار بڑھ جاتی ہے اس سے سورج مکھی کے بڑھنے میں تیزی آجاتی ہے اور اس کی جسامت بھی بڑھ جاتی ہے۔ تنے کے دونوں حصوں کی غیر مساوی بڑھوتری Phototropic Movement کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور سورج مکھی کے پھول کا رخ سورج کی طرف مڑ جاتا ہے۔

لیکن پھولوں کے اس مڑنے کے پیچھے ایک اساطیری کہانی بھی پوشیدہ ہے۔ کہتے ہیں قدیم یونان میں ایک حسین لڑکی کلیٹیا رہتی تھی جس کے دو خواب تھے کہ یا تو وہ شہزادی بنے یا پھر جل پری۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا بلکہ کلیٹیا سورج دیوتا اپالو کے عشق میں گرفتار ہو گئی۔ اپالو کچھ عرصے تک کلیٹیا کے عشق کا جواب موزوں جسمانی ردعمل سے دیتا رہا مگر پھر وہ اکتا گیا اور اس نے کلیٹیا کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ کلیٹیا اس ردعمل سے پریشان ہو گئی اور وہ مسلسل نو دن اور نو راتوں کو ایک ہی جگہ کھڑی ہو کر اپالو کی رتھ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے دیکھتی رہی۔ کلیٹیا کے اس طرز عمل سے اپالو دیوتا کو اس پر رحم آ گیا اور اس نے کلیٹیا کو ایک پھول میں تبدیل کر دیا۔ یہ پھول سورج مکھی ہے جس کی وجہ سے اب دن بھر یہ پھول سورج کو تکتا رہتا ہے اور انسانی کلیٹیا کے پاؤں اور ٹانگوں کے برعکس اس کی جڑیں اور تنا کبھی تھکن کا شکار نہیں ہو گا۔ 64

اسی طرح چاہ پریاں والا سے منسوب اساطیری کہانی بھی فنی مخلوطہ کی عمدہ مثال ہے۔ یوں اس تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں مرزا اطہر بیگ نے کئی اصناف کو یکجا کر دیا ہے۔

9۔ سنسنی خیزی: (Paranoia)

مابعد جدید مصنفین سنسنی خیزی کی تکنیک کو استعمال کرتے ہوئے اپنے متون میں خوفناک مناظر کو بیان کرتے ہیں جن کو پڑھ کر قاری شدید خوف کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ کئی دن تک اس کے خوف میں مبتلا رہتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے ناول حسن کی صورت حال خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کر و میں اس تکنیک کا استعمال کہیں کم کیا ہے اور کہیں زیادہ۔ انھوں نے حالات وواقعات کے ذریعے کہیں زیادہ سنسنی خیزی پیدا کی ہے اور کہیں کم۔ انھیں جہاں حالات میں شدت دکھانی مقصود ہوتی ہے وہاں وہ اس تکنیک کا استعمال کرتے ہیں۔ ناول سے یہ چند مثالیں ملاحظہ کیجیے۔

"حسن کو دائیں طرف گلی کے پہلے مکان کی سڑک کی جانب کھلتی بند کھڑکی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

کے ٹوٹے شیشے کی راہ سے اندر سے کمرے میں دیوار پر ایک بڑا آئینہ آویزاں

نظر آتا ہے جس کے وسط میں کسی بڑی ضرب کے نتیجے میں ٹوٹتے ستارے

جیسانشان بناہے اور یہیں سے خون کی تین لکیریں نیچے کو اترتی ہیں۔" 65

"موٹر سائیکل کے پیچھے بیٹھی خاتون کا دوپٹہ جو گھومتے پہیے کے اتنا قریب لٹک رہا

ہے کہ اگلے ہی لمحے کہیں پھنس کر کسی مہلک حادثے کا سبب بن سکتا ہے۔" 66

"ایک ورکشاپ میں کھڑی ایک ڈھانچہ بنی کار جس کے ڈیش بورڈ پر ایک کتاب پچھلے

دس سال سے ویسے کی ویسی رکھی ہے۔" 67

"بند گوبھیوں سے لدی ہوئی ایک ٹریکٹر ٹرالی گزرتی ہے گوبھیوں کے بیچ ایک انسانی

سر نظر آتا ہے۔" 68

"سڑک کے کنارے کھڑی برقع برقع پوش خاتون ایک لمحے کے لیے نقاب

اٹھاتی ہے اندر ایک چہرہ نظر آتا ہے جو نہ عورت کا ہے نہ مرد کا بلکہ شاید انسان

کا ہی نہیں۔ کسی اور مخلوق کا ہے۔"

69

"گنے کارس نکالنے کی ریڑھی پر رس والے کا ہاتھ گنے کے ساتھ پیلا جاتا ہے۔" 70

اس تکنیک کے ذریعے انسانوں کے قتل کے لرزہ خیز واقعات کی تصویر کشی یا انسانی اعضا کی چیر پھاڑ وغیرہ کو فکشن میں بیان کیا جاتا ہے۔

"مغربی افق پر خون رنگی سرخی تھی اور شاید پیچھے آندھی تھی۔ تاریکی

یک دم اتنی بڑھ گئی تھی کہ لوگوں نے بتیاں جلالی تھیں اور شاید کسی ایک

بوڑھے نے کہا بھی تھا یا محض سوچا تھا کہ ایسی لال کالی آندھی اس نے اس

وقت دیکھی تھی

جب فلاں کا قتل ہوا تھا۔" 71

"ڈراؤنی شام ڈراؤنی رات میں بدل رہی تھی"۔ 72

"بالکونی میں کھڑا ایک شخص منہ میں سگریٹ دبائے مسلسل کش لے رہا

ہے۔ اس کے ہاتھ میں استرا ہے۔ جسے وہ زور زور سے ایک چمڑے کی پٹی

پر تیز کر رہا ہے۔ استرے کی دھار کی تیزی اپنے انگوٹھے پر چیک کرتا ہے۔

------ آدمی استرا پکڑے عورت کے قریب آتا ہے۔ بائیں ہاتھ کی انگلی

اور انگوٹھے سے عورت کی آنکھ کے پپوٹے کھولتا ہے۔ چاند کے سامنے سے بادل

کی بالکل پتلی سی لکیر گزرتی ہے اور آدمی استرے سے

عورت کی آنکھ چیر دیتا ہے۔" 73

سنسنی خیزی کی شدت بیان کرنے کے لیے مرزا اطہر بیگ نے بارود بم دھماکوں کی منظر کشی کی ہے۔ ناول میں ایک دھماکے کے بعد حسن خداداد چوک کے پاس ایک درخت میں لٹکا جوتا اور اس میں لکڑی کا پاؤں دیکھتا ہے۔ گول میز کی کہانی پوری کی پوری سنسنی خیزی کی عمدہ مثال ہے۔ مثلاً گول میز کی کہانی میں سنسنی خیزی کی مثالیں دیکھیے۔ گول میز مہاگنی کے درختوں کی لکڑی سے بنا ہے انڈین مزدوران

درختوں کو کاٹنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ مگر لیبر انچارج ڈی سوزانے انھیں بید مار مار کر مجبور کیا ہے کہ وہ اسے کاٹیں اور اتفاقاًوہ درخت ڈی سوزا پر ہی آ گرتا ہے اور وہ وہیں مر جاتا ہے۔ اس لکڑی سے گول میز بنتا ہے۔ ایک کاسینو میں گول میز پر ہارنے والا شخص جیتنے والے شخص کے پیٹ میں چاقو مار کر قتل کر دیتا ہے۔ یہ گوول میز ایک بحری جہاز میں رکھا جاتا ہے جہاں اس گول میز کے کنارے بیٹھے سات لوگوں کو گولیاں مار کر قتل کر دیا جاتا ہے۔ پھر یہ میز سرجن سرنج کے پاس جاتی ہے زیرزمین خفیہ کلینک چلاتا ہے اور سیاسی مخالفین کو اذیت کے بعد قتل کر دیتا ہے۔ سرجن سرنج اس میز پر تین افراد کو شدید اذیت سے گزارنے کے بعد قتل کر دیتا ہے جبکہ چوتھے شخص کے کے ناخن ابھی پلاس سے کھنیچے گئے اور اس کے گھٹنوں میں برمے سے دو سوراخ ہی کیے تھے کہ سرجن گروپ کی مخالفین سے صلح ہو جاتی ہے۔ اس لیے اس قتل کو روک دیا جاتا ہے۔ یوں یہ میز زونل مینجر کی بیوی انیلا بلال اپنے صحن میں رکھ لیتی ہے۔ جہاں اس کا دیور جبار اپنے ملازم کی پوتی خالدہ جاوید کو زیادتی کے بعد اس میز پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھٹی میں پگھلا دیتا ہے۔ پھر یہ میز فلم پروڈکشنز کے پاس آتی ہے جس پر بیٹھ کر کوئی بھی منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔

حوالہ جات

1۔ مرزااطہر بیگ، حسن کی صورت حال۔ خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو۔ لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، 2015۔ ص34

2۔ ایضاً، ص58

3۔ ایضاً۔ ص119

4۔ ایضاً، ص142

5۔ ایضاً، ص64

6۔ ایضاً، ص515

7۔ ایضاً، ص152

8۔ ایضاً، ص38

9۔ ایضاً، ص20

10۔ ایضاً، ص48

11۔ ایضاً، ص573

12۔ ایضاً، ص22

13۔ ایضاً، ص35

14۔ ایضاً، ص36

15۔ ایضاً، ص36

16۔ ایضاً، ص512

17۔ https://www.beyondintractability.org/bksum/huntington-clash

18۔ مرزااطہر بیگ، حسن کی صورت حال۔ خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو، ایضاً، ص30

19۔ ایضاً، ص66

20۔ https://www.goodreads.com/book/show/83539.Fantastic_Voyage

21۔ مرزااطہر بیگ، حسن کی صورت حال۔ خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو، ایضاً، ص53

22۔ ایضاً، ص59

23۔ ایضاً، ص52

24۔ ایضاً، ص322

25۔ ایضاً، ص325

26۔ ایضاً، ص9

27۔ ایضاً، ص27

28۔ ایضاً، ص10

29۔ ایضاً، ص13

30۔ ایضاً، ص12

31۔ ایضاً، ص13

32۔ ایضاً، ص17

33۔ ایضاً، ص19

34۔ ایضاً، ص 19

35۔ ایضاً، ص12

36۔ ایضاً، ص13

37۔ ایضاً، ص24

38۔ ایضاً، ص25

39۔ ایضاً، ص26

40۔ ایضاً، ص29

41۔ ایضاً، ص289

42۔ ایضاً، ص27

43۔ ایضاً، ص30

44۔ ایضاً، ص27

45۔ ایضاً، ص30

46۔ ایضاً، ص32

47۔ ایضاً، ص249

48۔ ایضاً، ص134

49۔ ایضاً، ص31

50۔ ایضاً، ص28

51۔ ایضاً، ص29

52۔ ایضاً، ص127

53۔ ایضاً، ص170

54- https://en.wikipedia.org/wiki/Salvador_Dal%C3%AD

55- مرزا اطہر بیگ، حسن کی صورت حال۔ خالی۔ جگہیں۔ پر۔ کرو، ایضاً، ص280

56- ایضاً، ص372

57- ایضاً، ص386

58- ایضاً، ص85

59- ایضاً، ص182

60- ایضاً، ص183

61- ایضاً، ص118

62- ایضاً، ص386

63- ایضاً، ص386

64- ایضاً، ص389

65- ایضاً، ص10

66- ایضاً، ص12

67- ایضاً، ص13

68- ایضاً، ص13

69- ایضاً، ص15

70- ایضاً، ص22

71- ایضاً، ص24

72- ایضاً، ص24

73- ایضاً، ص262